بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیس رکعت تراویح

افادات

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

امیر: عالمی اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ

سرپرست: مرکز اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

چیف ایگزیکٹو: احناف میڈیا سروسز

رابطہ: مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ، 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

فون نمبرز: 048-3881487, 0321-6353540, 0335-7500510

ای میل: markazhanfi@gmail.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیس رکعات تراویح

افادت: متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

مذہب اہل السنت والجماعت:

تراویح بیس رکعت سنت مؤکدہ ہے۔

(رد المحتار: ج2ص496، 597، بدایہ المجتہد ج1ص214، قیام اللیل ص159، جامع الترمذی: ج1ص166 باب ماجاء في قیام شہر رمضان)

مذہب غیر مقلدین:

تراویح کی تعداد آٹھ رکعت ہے۔ (تعداد رکعات قیام رمضان از زبیر علی زئی، آٹھ رکعت نماز تراویح از غلام مصطفیٰ ظہیر وغیرہ)

دلائل اہل السنت والجماعت

احادیث مرفوعہ

دلیل نمبر 1: قال الامام الحافظ المحدث أبو بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة العبسي الكوفي (م 235 ھ) : حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُثْمَانَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج2ص284 باب کم یصلی فِي رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ. المعجم الکبیر للطبرانی ج5ص433 رقم 11934، المنتخب من مسند عبد بن حمید ص218 رقم 653، السنن الکبری للبیہقی ج2ص496 باب مَا رُوِيَ فِي عَدَدِ رَكَعَاتِ الْقِيَامِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ.)

تحقیق السند: اسنادہ حسن و قد تلقتہ الامۃ بالقبول فھو صحیح.

اعتراض: اس کی سند میں ایک راوی ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ ہے جو عند المحدثین ضعیف ہے۔

جواب 1: ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ پر بعض ائمہ نے جرح کی تو ہے لیکن یہ اتنا بھی ضعیف نہیں کہ اس کی روایت کو چھوڑ دیا جائے، کیونکہ کئی محدثین نے اس کی توثیق بھی کی ہے۔

1: امام شعبہ بن الحجاج م160ھ نے ابوشیبہ سے روایت لی ہے۔ (تہذیب الکمال للمزی: ج1ص268، تہذیب التہذیب: ج1ص136)
اور غیر مقلدین کے ہاں اصول ہے کہ امام شعبہ اس راوی سے روایت لیتے ہیں جو ثقہ ہو اور اس کی احادیث صحیح ہوں۔

(القول المقبول فی شرح صلوۃ الرسول: ص386، نیل الاوطار: ج1ص36)

2: امام بخاری رحمہ اللہ کے استاذ الاساتذہ حضرت یزید بن ہارون رحمہ اللہ، ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ کے زمانۂ قضاۃ میں ان کے کاتب تھے اور ان کے بڑے مداح تھے، فرماتے ہیں: "ماقضی علی الناس یعنی فی زمانہ اعدل فی قضاء منہ". (تہذیب الکمال ج1ص270)

3: امام ابن عدی فرماتے ہیں: لہ احادیث صالحۃ (تہذیب الکمال ج1ص270)

مزید فرماتے ہیں: وهو وإن نسبوه إلى الضعف خير من إبراهيم بن أبي حية. (تہذیب الکمال ج1ص270)

اور ابراہیم بن ابی حیہ کے بارے میں امام یحیٰ بن معین فرماتے ہیں: شیخ، ثقۃ کبیر. (لسان المیزان ج1ص53، رقم الترجمۃ 127)

لہذا جب ابراہیم بن ابی حیہ ثقہ ہے تو ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ بدرجہ اولی ثقہ ہونا چاہیے۔

جواب 2: اس روایت کو تلقی بالقبول حاصل ہے۔اور قاعدہ ہے کہ اگر کسی روایت کو تلقی بالقبول حاصل ہو جائے تو روایت صحت کا درجہ پالیتی ہے۔

1: قال السیوطی: قال بعضهم یحکم للحدیث بالصحة اذا تلقاه الناس بالقبول وان لم یکن له اسناد صحیح. (تدریب الراوی ص29)

2: قال الشیخ العلامة محمد انور شاه الکشمیری: وذهب بعضهم الی ان الحدیث اذا تاید بالعمل ارتقی من حال الضعف الی مرتبة القبول. قلت: وهو الاوجه عندی. (فیض الباری شرح البخاری: ج3، ص:409 کتاب الوصایا، باب الوصیۃ لوارث)

3: غیر مقلد عالم ثناء اللہ امرتسری نے اعتراف کیا: "بعض ضعف ایسے ہیں جو امت کی تلقی بالقبول سے رفع ہو گئے ہیں"

(اخبارِ اہل حدیث مورخہ 19 اپریل 1907 بحولہ رسائلِ اعظمی ص 331)

لہذا تلقی بالقبول ہونے کی وجہ سے یہ روایت بھی صحیح و حجت ہے۔

جواب نمبر 3: اس حدیث کو ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ سے روایت کرنے والے چار محدث ہیں:

1: یزید بن ہارون: (مصنف ابن ابی شیبۃ: ج5 ص 225)

2: علی بن جعد: (المعجم الکبیر للطبرانی: ج5 ص 433، رقم 11934)

3: ابو نعیم فضل بن دکین: (المنتخب من مسند عبد بن حمید: ص 218، رقم 653)

4: منصور بن ابی مزاحم: (السنن الکبریٰ للبیہقی: ج2 ص 496)

اور یہ چاروں حضرات ثقہ ہیں:

1: یزید بن ہارون: ثقہ، متقن۔ (تقریب التہذیب ص 637)

2: علی بن جعد: ثقہ، صدوق۔ (سیر اعلام النبلاء للذہبی: ج7 ص 579)

3: ابو نعیم فضل بن دکین: ثقہ ثبت۔ (تقریب التہذیب ص 475)

4: منصور بن ابی مزاحم: ثقہ۔ (تقریب التہذیب ص 576)

ان ثقہ و عظیم محدثین کا ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ سے بیس رکعت نقل کرنے میں متفق ہونا قوی تائید ہے کہ یہ حدیث ثابت و صحیح ہے ورنہ یہ ثقہ حضرات اس طرح متفق نہ ہوتے۔

دلیل نمبر 2:

روی الامام المورخ أبو القاسم حمزة بن یوسف السهمی الجرجانی (م 427ھ): حدثنا أبو الحسن علی بن محمد بن أحمد القصری الشیخ الصالح رحمه الله حدثنا عبد الرحمن بن عبد المؤمن العبد الصالح قال أخبرنی محمد بن حمید الرازی حدثنا عمر بن هارون حدثنا إبراهیم بن الحناز عن عبد الرحمن عن عبد الملك بن عتیك عن جابر بن عبد الله قال خرج النبی صلی الله علیه وسلم ذات لیلة فی رمضان فصلی الناس أربعة وعشرین رکعة وأوتر بثلاثة.

(تاریخ جرجان للسہمی ص 317، فی نسخۃ 142)

اسناده حسن ورواته ثقات.

فائدہ: اس روایت میں چار رکعت فرض، بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر کا ذکر ہے۔

اعتراض: اس میں دو راوی ہیں؛ محمد بن حمید الرازی اور عمر بن ہارون البلخی اور دونوں ضعیف ہیں۔

جواب: یہ حسن الحدیث درجہ کے راوی ہیں۔

محمد بن حمید الرازی: (م248ھ)

آپ ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ کے راوی ہیں۔ (تہذیب التہذیب: ج5 ص547)

اگرچہ بعض محدثین سے جرح منقول ہے لیکن بہت سے جلیل القدر ائمہ محدثین نے آپ کی تعدیل و توثیق اور مدح بھی فرمائی ہے مثلاً:

1: امام فضل بن دکین (م218ھ): عَدَّلَہٗ. (تاریخ بغداد: ج2 ص74)

2: امام یحییٰ بن معین (م233ھ): ثقة ،لیس به باس، رازی کیس. (تاریخ بغداد: ج2 ص74، تہذیب الکمال للمزی: ج8 ص652)

3: امام احمد بن حنبل (م241ھ): وثقه (طبقات الحفاظ للسیوطی ج1 ص40)

وقال ایضاً: لایزال بالری علم مادام محمد بن حمید حیاً. (تہذیب الکمال للمزی: ج8 ص652)

4: امام محمد بن یحییٰ الذہلی (م258ھ): عَدَّلَہٗ. (تاریخ بغداد: ج2 ص73)

5: امام ابوزرعہ الرازی (م263ھ): عَدَّلَہٗ. (تاریخ بغداد: ج2 ص73)

6: امام محمد بن اسحاق الصاغانی (م271ھ): عَدَّلَہٗ. (سیر اعلام النبلاء: ج8 ص293)

7: امام جعفر بن ابی عثمان الطیالسی (م282ھ): ثقة. (تہذیب الکمال: ج8 ص653)

8: امام ابونعیم عبدالملک بن محمد بن عدی الجرجانی (م323ھ): لان ابنَ حمیدٍ من حفاظِ اهلِ الحدیثِ. (تاریخ بغداد: ج2 ص73)

9: امام الدارقطنی (م385ھ): اسناده حسن. [وفیہ محمد بن حمید الرازی]. (سنن الدارقطنی: ص27 رقم الحدیث27)

10: امام خلیل بن عبداللہ بن احمد الخلیلی (م446ھ): کان حافظاً عالماً بهذا الشان، رضیه احمد و یحییٰ. (تہذیب التہذیب: ج5 ص550)

11: علامہ شمس الدین ذہبی (م748ھ): العلّامة، الحافِظ الکبِیر. (سیر اعلام النبلاء: ج8 ص292)

وقال ایضاً: الحافظ و کان من اوعیة العلم. (العبر فی خبر من غبر: ج1 ص223)

12: علامہ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی (807): "وفی اسناد بزار محمد بن حمید الرازی وهو ثقة. (مجمع الزوائد: ج9 ص475)

13: حافظ ابن حجر (م852ھ): حافظ ضعیف و کان ابن مَعین حسنَ الرای فیه. (تقریب التہذیب: ص505)

14: علامہ جلال الدین سیوطی (م911ھ): وثقه احمد و یحییٰ و غیر واحد. (طبقات الحفاظ للسیوطی: ص216 رقم479)

15: امام احمد بن عبداللہ الخزرجی (م923ھ): الحافظ، و کان ابن مَعین حسنَ الرای فیه. (خلاصۃ تذہیب تہذیب الکمال للخزرجی: ص333)

☆ ناصر الدین الالبانی غیر مقلد: محمد بن حمید سے مروی روایت کو "صحیح" قرار دیا ہے۔ (سنن ابن ماجۃ باحکام الالبانی: تحت حدیث 1301)

چونکہ اس پر کلام ہے اور اس کی توثیق بھی کی گئی ہے، لہٰذا اصولی طور پر یہ حسن درجہ کا راوی ہے۔

عمر بن ہارون البلخی: (م294ھ)

آپ ترمذی اور ابن ماجہ کے راوی ہیں۔ بعض حضرات نے جرح کی ہے لیکن بہت سے ائمہ نے آپ کی تعدیل و توثیق اور مدح و ثناء میں یہ الفاظ ارشاد فرمائے ہیں:

الحافظ، الامام، المکثر، عالم خراسان، من اوعیة العلم، کثیر الحدیث، وارتحل، ثقة، مقارب الحدیث.

(تذکرۃ الحفاظ للذہبی: ج1 ص249،248، سیر اعلام النبلاء: ج7 ص148 تا152، تہذیب التہذیب: ج4 ص762 تا765)

لہٰذا اصولی طور پر آپ بھی حسن الحدیث درجہ کے راوی ہیں۔

احادیث موقوفہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تعدادِ رکعتِ تراویح:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کی تراویح کی رکعات کی تعداد بیان کرنے والے سات حضرات ہیں۔یہ تمام حضرات بیس رکعات ہی روایت کرتے ہیں(مضطرب وضعیف روایات کا کوئی اعتبار نہیں)ذیل میں روایات پیش خدمت ہیں:

1:حضرت ابی بن کعب:

عن أبي بن كعب أن عمر أمر أبيا أن يصلي بالناس في رمضان فقال إن الناس يصومون النهار ولا يحسنون أن يقرؤا فلو قرأت القرآن عليهم بالليل فقال: يا أمير المؤمنين هذا شيء لم يكن فقال قد علمت ولكنه أحسن فصلى بهم عشرين ركعة.

(مسند احمد بن منیع بحوالہ اتحاف الخیرۃ المہرۃ للبوصیری: ج2ص424 باب فی قیام رمضان وماروی فی عدد رکعاتہ)

اسنادہ صحیح و رواتہ ثقات.

اعتراض:

آل حدیث نے لکھا:"یہ روایت اتحاف الخیرۃ المھرۃ للبوصیری میں بغیر کسی سند کے احمد بن منیع کے حوالے مذکور ہے۔سر فراز صفدر دیوبندی لکھتے ہیں کہ "بے سند بات حجت نہیں ہو سکتی"(تعداد رکعات قیام رمضان ص74 از علی زئی غیر مقلد)

ایک اور صاحب نے بازاری زبان استعمال کرتے ہوئے لکھا:"بے سند روایات وہی پیش کرتے ہیں جنکی اپنی کوئی سند نہ ہو۔"

(آٹھ رکعت نماز تراویح ص8)

جواب:

اولاً...الاحادیث المختارہ للمقدسی میں یہ روایت سند کے ساتھ موجود ہے جو کہ پیشِ خدمت ہے:

أخبرنا أبو عبدالله محمود بن أحمد بن عبدالرحمن الثقفي بأصبهان أن سعيد بن أبي الرجاء الصيرفي أخبرهم قراءة عليه أنا عبدالواحد بن أحمد البقال أنا عبيدالله بن يعقوب بن إسحاق أنا جدي إسحاق بن إبراهيم بن محمد بن جميل أنا أحمد بن منيع أنا الحسن بن موسى نا أبو جعفر الرازي عن الربيع بن أنس عن أبي العالية عن أبي بن كعب أن عمر أمر أبيا أن يصلي بالناس في رمضان الحديث. [الاحادیث المختارۃ للمقدسی ج3ص367 رقم 1161]

ثانیاً:...علامہ ابن تیمیہ حضرت ابی بن کعب کے بیس رکعت پڑھانے کو ثابت مانتے ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں:

قد ثبت ان ابی بن کعب کان یقوم بالناس عشرین رکعة ویوتر بثلاث فرأی اکثر من العلماء ان ذلك هو السنة لانه قام بین المهاجرین والانصار ولم ینکره منکر. (فتاویٰ ابن تیمیہ قدیم: ج1ص186، فتاویٰ ابن تیمیہ جدید: ج23ص56)

2:حضرت سائب بن یزید:

1: عن يزيد بن خصيفة عن السائب بن يزيد قال: كانوا يقومون على عهد عمر في شهر رمضان بعشرين ركعة وإن كانوا ليقرءون بالمئين من القرآن.

(مسند ابن الجعد ص413 رقم الحدیث 2825، معرفۃ السنن والآثار للبیہقی ج2ص305 باب قیام رمضان رقم الحدیث 1365، السنن الکبری للبیہقی ج2ص496 باب مَا رُوِیَ فِی عَدَدِ رَکَعَاتِ الْقِیَامِ فِی شَھْرِ رَمَضَانَ.)

اسنادہ صحیح علی شرط البخاری.

2: روی مالك من طريق يزيد بن خصيفة عن السائب بن يزيد عشرين ركعة. (نیل الاوطار للشوکانی ج3ص57)

فائدہ: یہ طریق صحیح البخاری (ج1ص312) پر موجود ہے۔

3: عن السائب بن يزيد قال... القيام على عهد عمر ثلاثة وعشرين ركعة. (مصنف عبدالرزاق ج4ص201، حدیث نمبر7763)

4: عن السائب بن يزيد قال: كنا نقوم في زمان عمر بن الخطاب بعشرين ركعة والوتر.

(معرفۃ السنن والآثار للبیہقی ج2ص305 باب قیام رمضان رقم الحدیث1365)

تصحیح روایت سائب بن یزید:

1: نیز امام نووی نے اس کی سند کو "صحیح" کہا ہے۔ (مرقات المفاتیح: ج3ص345)

2: علامہ نیموی نے فرمایا: یہ حدیث "صحیح" ہے (التعلیق الحسن علی آثار السنن: ص222)

3: حضرت محمد بن کعب القرظی:

قال محمد بن كعب القرظي كان الناس يصلون في زمان عمر بن الخطاب في رمضان عشرين ركعة. (قیام اللیل للمروزی ص157)

شبہ:

یہ روایت مرسل ہے، کیونکہ محمد بن کعب القرظی کی حضرت عمر بن الخطاب سے ملاقات ثابت نہیں۔

جواب:

محمد بن کعب القرظی [م120ھ] خیر القرون کے ثقہ محدث ہیں۔ (تقریب التہذیب ص534)

اور خیر القرون کا ارسال جمہور محدثین خصوصاً احناف و موالک کے ہاں صحت حدیث کے منافی نہیں۔

4: حضرت یزید بن رومان:

عن يزيد بن رومان انه قال كان الناس يقومون في زمان عمر بن الخطاب في رمضان بثلث وعشرين ركعة.

(موطا امام مالک ص98)

اسناده صحيح على شرط البخاري و مسلم.

شبہ:

غیر مقلد شبہ کرتے ہیں کہ یزید بن رومان نے حضرت عمر کا زمانہ نہیں پایا، اس لئے یہ سند منقطع ہے۔ (تعداد رکعات قیام رمضان ص77)

جواب نمبر1:

یہ اثر موطا امام مالک (ص98) میں موجود ہے اور موطا امام مالک کے متعلق محدثین کی رائے یہ ہے:

قال الشافعي: أصح الكتب بعد كتاب الله موطأ مالك، واتفق أهل الحديث على أن جميع ما فيه صحيح على رأي مالك ومن وافقه، وأما على رأي غيره فليس فيه مرسل ولا منقطع إلا قد اتصل السند به من طرق أخرى، فلا جرم أنها صحيحة من هذا الوجه، وقد صنف في زمان مالك موطآت كثيرة في تخريج أحاديثه ووصل منقطعه، مثل كتاب ابن أبي ذئب وابن عيينة والثوري ومعمر. (حجۃ اللہ البالغۃ: ص281، باب طبقات کتب الحدیث، وفی نسخۃ: ج1ص305 قدیمی کتب خانہ)

جواب نمبر2:

یزید بن رومان م130ھ ثقہ راوی ہیں۔ (تقریب التہذیب ص632) اور خیر القرون کے ثقہ محدث ہیں۔

اور جمہور محدثین خصوصاً احناف وموالک کے ہاں خیر القرون کا ارسال وانقطاع مضر صحت نہیں۔(قواعد فی علوم الحدیث للعثمانی ص138وغیرہ)پس اعتراض باطل ہے۔

جواب نمبر3:

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

وقال الشافعي: يُقْبَلُ إن اعْتَضَد بمجيئه مِن وجهٍ آخرَ يُبايِنُ الطريقَ الأُولى، مسنَداً أو مرسَلاً.

(نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر: ص101، فی نسخۃ: ص86 مکتبہ رحمانیہ)

اور یزید بن رومان کے اثر کو دیگر کئی مرسلوں سے تائید حاصل ہے(جن کا بیان آگے آرہاہے)پس یہ اثر اب بالاتفاق مقبول ہے۔

5:حضرت یحیٰ بن سعید:

عن يحيى بن سعيد ان عمر بن الخطاب امر رجلا يصلي بهم عشرين ركعة. (مصنف ابن ابی شیبۃ: ج5ص223)

شبہ:

بعض آل حدیث نے لکھا: یحیٰ بن سعید نے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہیں پایا،لہذا یہ روایت منقطع ہے۔(ملخصاً مقدار قیام رمضان ص76)

جواب:

امام یحیٰ بن سعید م144ھ خیر القرون کے ثقہ ونیک محدث ہیں۔(تقریب التہذیب ص622)

اور پہلے وضاحت سے گزر چکاہے کہ خیر القرون کا انقطاع وارسال عند الجمہور خصوصاً عند الاحناف صحت حدیث کے منافی نہیں۔ پس اثر صحیح ہے۔

6::حضرت عبد العزیز بن رفیع

آپ رحمہ اللہ مشہور تابعی ہیں۔ حضرت انس، حضرت ابن زبیر، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر اور دیگر صحابہ کے شاگرد ہیں، صحاح ستہ کے راوی ہیں۔(تہذیب التہذیب: ج4ص189،190)

آپ فرماتے ہیں:

كَانَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ فِي رَمَضَانَ بِالْمَدِينَةِ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ.

(مصنف ابن ابی شیبہ: ج5ص224کم یصلی فی رمضان من رکعۃ)

اسنادہ صحیح ورواتہ ثقات

فائدہ: مشہور قول کے مطابق حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی وفات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوئی۔(تہذیب التہذیب: ج1ص178) گویا عبد العزیز بن رفیع نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کی تراویح کو ذکر کیاہے، اس لیے ہم ان کی روایت اس باب میں لائے ہیں۔

7:حضرت حسن بصری:

عن الحسن ان عمر بن الخطاب جمع الناس على ابي بن كعب في قيام رمضان فكان يصلي بهم عشرين ركعة.

(سنن ابی داؤد ج1ص203باب القنوت فی الوتر)

اس روایت کے راوی ثقہ ہیں۔

شبہ:

بعض الناس نے لکھا: "عشرین رکعۃ" کے الفاظ دیوبندی تحریف ہے۔ محمود الحسن دیوبندی (1268-1339) نے یہ تحریف کی ہے، "عشرین لیلۃ" "بیس راتیں کی بجائے" عشرین رکعۃ "بیس رکعتیں کر دیا۔ (آٹھ رکعت نماز تراویح ص9)

بعض نے یوں لکھا: یہ بات سفید جھوٹ ہے۔ (مقدار رکعات قیام رمضان ص30)

جواب:

اولاً: .... حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ ایک غیر مقلد سلطان محمود جلالپوری کے جواب میں فرماتے ہیں:

"ابو داؤد کے دو نسخے ہیں، بعض نسخوں میں عشرین رکعۃ اور بعض میں عشرین لیلۃ ہے۔ جس طرح قرآن پاک کی دو قرأتیں ہوں تو دونوں کو ماننا چاہیے، ہم دونوں نسخوں کو تسلیم کرتے ہیں، لیکن حیلہ بہانے سے انکار حدیث کے عادی سلطان محمود جلالپوری نے اس حدیث کا انکار کر دیا اور الٹا الزام علماء دیوبند پر لگا دیا۔" (تجلیات صفدر ج3ص316)

ثانیاً: .... جلیل القدر محدثین و محققین نے اس روایت کو "عشرین رکعۃ" کے الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے، مثلاً:

1: علامہ ذہبی نے ابو داؤد کے حوالے سے "عشرین رکعۃ" نقل کیا۔ (سیر اعلام النبلاء ج3ص177، 176 تحت ترجمہ ابی بن کعب)

2: علامہ ابن کثیر۔ (جامع المسانید والسنن ج1ص55)

3: الشیخ محمد علی الصابونی۔ (الھدی النبوی الصحیح فی صلوۃ التراویح ص56)

4: شیخ الہند مولانا محمود حسن۔ (سنن ابی داؤد بتحقیق شیخ الہند ج1ص211)

5: نسخہ مطبوع عرب۔ (ص1429 بحوالہ تجلیات صفدر ج3ص316)

یہ 5 حوالہ جات لاعلم لوگوں کو چپ کرانے کے لیے کافی ہیں۔

فائدہ: حضرت عمر کے زمانے میں پڑھی جانے والی تراویح کے چھ راوی گزر چکے ہیں جو "عشرین رکعۃ" نقل کرتے ہیں، یہ زبردست تائید ہے کہ "عشرین رکعۃ" والا نسخہ ابی داؤد بھی صحیح و ثابت ہے۔ والحمد للہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے تعدادِ رکعتِ تراویح:

كَانُوا يَقُومُونَ عَلَى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً وَكَانُوا يَقْرَءُونَ بِالْمِئِينِ ، وَكَانُوا يَتَوَكَّئُونَ عَلَى عُصِيِّهِمْ فِي عَهْدِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ شِدَّةِ الْقِيَامِ.

(السنن الکبریٰ للبیہقی: ج2ص496 باب مَارُوِيَ فِي عَدَدِ رَكَعَاتِ الْقِيَامِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ)

اسنادہ صحیح علی شرط البخاری و مسلم.

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے تعدادِ رکعتِ تراویح:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بیس تراویح کو روایت کرنے والے تین حضرات ہیں۔ ان کی مرویات پیشِ خدمت ہیں:

1: حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما:

حدثنی زید بن علی عن ابیہ عن جدہ عن علی انہ امر الذی یصلی بالناس صلاۃ القیام فی شہر رمضان ان یصلی بھم عشرین رکعۃ یسلم فی کل رکعتین ویراوح مابین کاربع رکعات فیرجع ذوالحاجۃ ویتوضأ الرجل وان یوتر بھم من آخر اللیل حین الانصراف. (مسند الامام زید ص159، 158، فی نسخۃ: ص155)

2: حضرت ابو عبد الرحمن السلمی:

عن ابی عبدالرحمن السلمی عن علی قال دعا القراء فی رمضان فأمر منهم رجلا یصلی بالناس عشرین رکعة وکان علی یوتر بھم. (السنن الکبری للبیہقی ج2ص496)

شبہ نمبر1:

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ اس میں ایک راوی حماد بن شعیب ضعیف ہے۔

جواب:

اولاً:... اگرچہ حماد بن شعیب کی بعض ائمہ نے تضعیف کی ہے لیکن دیگر ائمہ نے اس کی توثیق بھی کی ہے مثلاً:

1: امام ابن عدی فرماتے ہیں: یکتب حدیثه مع ضعفه (لسان المیزان: ج2ص348)

یعنی اس کی حدیث اس کے ضعف کے باوجود لکھی جاسکتی ہے۔

ارشاد الحق اثری کے نزدیک "یکتب حدیث" کا جملہ الفاظ تعدیل میں شمار ہوتا ہے۔(توضیح الکلام ج1ص547، فی نسخۃ: ص496)

2: امام ابن حبان نے انہیں ثقات میں شمار کیا ہے۔(تہذیب الکمال: ج8ص378)

3: علامہ ابن تیمیہ نے اسی حماد بن شعیب والی روایت سے استدلال کیا ہے۔(منہاج السنہ ج2ص224)

4: امام بیہقی نے اس اثر علی کو اثر شتیر بن شکل کی قوت کے لیے روایت کیا ہے جو دلیل ہے کہ یہ امام بیہقی کے نزدیک قوی ہے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی: ج2ص496)

5: علامہ ذہبی جیسے ناقد فن نے اس پر المنتقیٰ ص542 پر سکوت فرمایا ہے۔(تجلیات صفدر ج3ص323)

6: امام ترمذی حضرت علی سے مروی اس بیس رکعت والی روایت کو صحیح مانتے ہیں جب ہی تو استدلال کرتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں: واکثر اھل العلم علی ما روی عن علی وعمر وغیرھما من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم عشرین رکعة۔(سنن الترمذی ج1ص166)

لہذا اصولی طور پر حماد بن شعیب حسن الحدیث درجہ کا راوی ہے اور حدیث مقبول ہے۔

ثانیاً:.... حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور کی تراویح کے راوی حضرت حسین اور ابو الحسناء بھی ہیں۔ لہذا اس سند میں اگر ضعف ہو (جبکہ یہ حسن درجہ کی روایت ہے) تو ان مویدات کی وجہ سے ختم ہو جائے گا۔

شبہ نمبر2:

عطاء بن السائب "مختلط راوی ہے، حماد بن شعیب ان لوگوں میں سے نہیں جنھوں نے اس سے قبل الاختلاط سنا ہے۔(آٹھ رکعت نماز تراویح ص13)

جواب:

اولاً:.... عطاء بن السائب اگر آخر عمر میں مختلط ہو گئے تھے لیکن اتنے بھی نہیں کہ ان کی احادیث ضعیف قرار دی جائیں بلکہ باجود اختلاط کے محدثین کے ہاں ان کی احادیث کم از کم "حسن" درجہ کی ضرور ہیں۔ مثلاً:

1: قال الہیثمی تحت حدیث: "وفیه عطاء بن السائب وفیه کلام وھو حسن الحدیث" (مجمع الزوائد ج3ص142، باب التکبیر علی الجنازۃ)

2: علامہ ذہبی: تابعی مشھور حسن الحدیث (المغنی فی الضعفاء ج2ص59، رقم الترجمۃ 4121)

3: امام حاکم عطاء بن السائب کی ایک روایت جسے جریر بن عبد الحمید نے روایت کیا ہے، کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: صحیح الاسناد. (المستدرک للحاکم ج5ص350، 351 کتاب التوبۃ والانابۃ)

حالانکہ جریر کا سماع بعد الاختلاط کا ہے۔(الشذا الفیاح من علوم ابن الصلاح: ج1 ص453. طبع دار ابن حزم)

معلوم ہوا آپ اختلاط کے باوجود "حسن الحدیث" ہیں۔

4: حافظ ابن حجر: وکان اختلط بآخرہ ولم یفحش حتی یستحق ان یعدل بہ عن مسلك العدول۔(تہذیب التہذیب ج4 ص493)

کہ عطاء بن السائب آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے لیکن اتنے فاحش اور زیادہ مختلط بھی نہیں ہوئے کہ وہ اختلاط کی وجہ سے عادل (وثقہ) ہیں راویوں کی راہ سے تجاوز کر جائیں۔

5: امام مسلم: انہوں نے عطاء بن السائب کو مقدمہ مسلم میں قابل اعتماد اور طبقہ ثانیہ کا راوی شمار کیا ہے جن سے صحیح مسلم میں روایت لی ہے۔(مقدمہ مسلم: ص3)

لہذا یہ حسن الحدیث راوی ہے اور روایت حسن درجہ کی ہے۔

ثانیاً:.... اس روایت کی مؤید دیگر روایات بھی ہیں جن میں حضرت حسین اور حضرت ابو الحسناء کے طریق ہیں۔ پس یہ روایت مؤیدات کی وجہ سے حجت و قابل اعتماد ہے۔

3: حضرت ابو الحسناء:

عَنِ أَبِي الْحَسْنَاءِ: أَنَّ عَلِيًّا أَمَرَ رَجُلاً يُصَلِّي بِهِمْ فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً. (مصنف ابن ابی شیبۃ: ج5 ص223، السنن الکبریٰ للبیہقی: ج2 ص497)

اسنادہ حسن

فائدہ: اس روایت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے "حکم" دینے کا ذکر ہے۔

شبہ: غیر مقلدین کہتے ہیں کہ ابو الحسناء مجہول ہے، لہذا روایت ضعیف ہے۔

جواب: اولاً:۔۔۔ عند الاحناف خیر القرون کی جہالت، تدلیس اور ارسال جرح ہی نہیں اور شوافع کے ہاں متابعت سے یہ جرح ختم ہو جاتی ہے۔ اس روایت میں بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیس رکعت تراویح روایت کرنے میں ابو الحسناء اکیلے نہیں بلکہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور امام ابو عبد الرحمن سلمی بھی یہی روایت کرتے ہیں۔(تجلیات صفدر ج3 ص324)

ثانیاً:۔۔۔ ابو الحسناء سے دو راوی یہ روایت نقل کر رہے ہیں:

1: عمرو بن قیس۔(مصنف ابن ابی شیبہ: ج5 ص223)

2: ابو سعید البقال۔(السنن الکبریٰ للبیہقی: ج2 ص497)

اور یہ دونوں بالترتیب ثقہ اور صدوق ہیں۔(تقریب التہذیب ص456 وص299)

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: من روی عنہ اکثر من واحد ولم یوثق الیہ الاشارۃ بلفظ مستور او مجھول الحال.(تقریب التہذیب ص111)

یہاں ابو الحسناء سے بھی دو راوی یہ روایت کر رہے ہیں۔ لہذا اصولی طور پر یہ مجہول نہیں بلکہ مستور راوی بنتا ہے۔ غیر مقلدین کا اسے مجہول العین کہہ کر روایت کو رد کرنا شرمناک ہے۔

الحاصل ابو الحسناء مستور راوی ٹھہرتا ہے اور محدثین کے ہاں قاعدہ ہے کہ مستور کی متابعت کوئی دوسرا راوی کرے جو مرتبہ میں اس سے بہتر یا برابر ہو تو اس کی روایت حسن ہو جاتی ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

"ومتی توبع السئی الحفظ بمعتبر کان یکون فوقہ او مثلہ لا دونہ وکذا المختلط الذی لا یتمیزوا المستور والاسناد المرسل وکذا المدلس صار حدیثھم حسنا لا لذاتہ بل وصفہ باعتبار المجموع"(نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر: ص120)

ترجمہ: جب سئی الحفظ راوی کی متابعت کسی معتبر راوی سے ہو جائے جو مرتبہ میں اس سے بہتر یا برابر ہو کم نہ ہو۔ اسی طرح مختلط راوی جس کی روایت میں تمیز نہ ہو سکے اور اسی طرح مستور، مرسل اور مدلس کوئی تائید کر دے تو ان سب کی روایات حسن ہو جائیں گی اپنی ذات کی وجہ سے بلکہ مجموعی حیثیت کے اعتبار سے۔

ابوالحسناء کی متابعت ابو عبد الرحمن نے کی ہے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی: ج2 ص496)

اور یہ ابوالحسناء سے بڑھ کر ثقہ راوی ہے۔ اس لئے ابوالحسناء کی یہ روایت جمہور کے نزدیک بھی مقبول ہے۔

دیگر صحابہ کرام و تابعین عظام

1: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ:

کان ابن مسعود رضی الله عنه یصلی بنا فی شهر رمضان فینصرف وعلیه لیل قال الاعمش کان یصلی عشرین رکعة ویوتر بثلاث. (قیام اللیل للمروزی ص157)

فائدہ: اس روایت کی مکمل سند عمدۃ القاری شرح البخاری للعلامۃ العینی میں ہے جو کہ یہ ہے:

رواه محمد بن نصر المروزی قال أخبرنا یحیی بن یحیی أخبرنا حفص بن غیاث عن الأعمش عن زید بن وهب قال کان عبد الله بن مسعود. (عمدۃ القاری ج8 ص246 باب فضل من قام رمضان)

اسناده صحیح علی شرط البخاری و مسلم.

2: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ:

حضرت عبد العزیز بن رفیع رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

کان ابی بن کعب یصلی بالناس فی رمضان بالمدینة عشرین رکعة ویوتر بثلاث۔

(مصنف ابن ابی شیبہ: ج2 ص224 کم یصلی فی رمضان من رکعۃ)

اسناده صحیح و رواته ثقات.

حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ:

آپ فرماتے ہیں:

ادرکت الناس وهم یصلون ثلاثا وعشرین رکعة بالوتر۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: ج5 ص224)

اسناده صحیح علی شرط البخاری و مسلم.

امام ابراہیم النخعی:

آپ فرماتے ہیں:

ان الناس کانوا یصلون خمس ترویحات فی رمضان. (کتاب الآثار بروایہ ابی یوسف ص41 باب السہو)

اسناده صحیح علی شرط الشیخین

سیدنا شتیر بن شکل:

عَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلٍ: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ. (مصنف ابن ابی شیبۃ: ج5 ص222)

اسناده حسن و رواته ثقات

سیدنا ابو البختری:

عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي خَمْسَ تَرْوِيحَاتٍ فِي رَمَضَانَ وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ: ج5 ص224 باب کم یصلی فِي رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ)

اسنادہ حسن و رواتہ ثقات

سیدنا سوید بن غفلہ:

وَأَخْبَرَنَا أَبُو زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا أَبُو الْخَصِيبِ قَالَ: كَانَ يَؤُمُّنَا سُوَيْدُ بْنُ غَفَلَةَ فِي رَمَضَانَ فَيُصَلِّي خَمْسَ تَرْوِيحَاتٍ عِشْرِينَ رَكْعَةً.

(السنن الکبریٰ للبیہقی: ج2 ص496 باب مَا رُوِيَ فِي عَدَدِ رَكَعَاتِ الْقِيَامِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ)

سیدنا ابن ابی ملیکہ:

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ يُصَلِّي بِنَا فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً.

(مصنف ابن ابی شیبہ: ج5 ص223،224. باب کم یصلی فِي رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ)

اسنادہ صحیح علی شرط البخاری و مسلم.

سیدنا سعید بن جبیر:

عن إسماعیل بن عبد الملك قال كان سعید بن جبیر یؤمنا فی شهر رمضان فكان یقرأ بالقراءتین جمیعا یقرأ لیلة بقراءة بن مسعود فكان یصلی خمس ترویحات. (مصنف عبد الرزاق ج4 ص204 باب قیام رمضان)

سیدنا علی بن ربیعہ:

عَنْ سَعِيدِ بْنِ عُبَيْدٍ: أَنَّ عَلِيَّ بْنَ رَبِيعَةَ كَانَ يُصَلِّي بِهِمْ فِي رَمَضَانَ خَمْسَ تَرْوِيحَاتٍ وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ.

(مصنف ابن ابی شیبہ: ج5 ص224 باب کم یصلی فی رمضان من رکعۃ)

اسنادہ حسن و رواتہ ثقات.

سیدنا حارث:

عَنِ الْحَارِثِ: أَنَّهُ كَانَ يَؤُمُّ النَّاسَ فِي رَمَضَانَ بِاللَّيْلِ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ.

(مصنف ابن ابی شیبہ: ج5 ص224 باب کم یصلی فی رمضان من رکعۃ)

اجماع امت و جمہور علماء کا موقف

(1)۔۔امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی (ت 279ھ) فرماتے ہیں:

و اکثر اهل العلم علی ما روی عن علی و عمر و غیرهما من اصحاب النبی صلی الله علیه و سلم عشرین رکعة.

(سنن الترمذی ج1 ص166)

(2)۔۔علامہ ابن عبد البر المالکی (ت 463ھ) فرماتے ہیں:

وهو قول جمهور العلماء وبه قال الكوفیون والشافعی و اكثر الفقهاء وهو الصحیح عن ابی بن كعب من غیر خلاف من الصحابة. (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری للعینی: ج8 ص246)

(3)۔۔علامہ علاء الدین ابو بکر بن مسعود بن احمد الکاسانی الحنفی (ت 587ھ) اس اجماع کا تذکرہ ان الفاظ سے کرتے ہیں:

والصحیح قول العامة لماروی ان عمر رضی الله عنه جمع ابی بن کعب فصیلی بهم فی کل لیلة عشرین رکعة ولمینکر علیه احدفیکون اجماعامنهم علی ذلك.

(بدائع الصنائع ج1ص644)

(4)۔۔علامہ ابوزکریا یحیی بن شرف نووی مشقی الشافعی (ت676ھ) فرماتے ہیں:

اعلم ان صلاة التراویح سنة باتفاق العلماء وهی عشرون رکعة. (کتاب الاذکار ص226)

(5)۔۔ملا علی بن سلطان محمد القاری الھروی الحنفی (ت1014ھ) فرماتے ہیں:

اجمع الصحابه علی ان التراویح عشرون رکعة. (مرقاۃ المفاتیح: ج3ص346)

وقال ایضاً: فصار اجماعالماروی البیهقی باسناد صحیح انهم کانویقیمون علی عهد عشرین رکعة وعلی عهد عثمان وعلی رضی الله عنه. (شرح النقایۃ: ج1ص342)

(6)۔۔علامہ سید محمد بن محمد الحسینی الزبیدی المعروف مرتضیٰ الزبیدی (ت1205ھ) فرماتے ہیں:

وبالاجماع الذی وقع فی زمن عمر اخذ ابوحنیفة والنووی والشافعی واحمد والجمهور واختاره ابن عبدالبر.

(اتحاف السادۃ المتقین بشرح احیاء علوم الدین: ج3ص422)

(7)۔۔خاتمۃ المحققین علامہ محمد امین بن عمر بن عبد العزیز بن احمد ابن عابدین شامی (ت1252ھ) فرماتے ہیں:

(وهی عشرون رکعته) هوقول الجمهور وعلیه عمل الناس شرقا وغربا. (رد المحتار لابن عابدین الشامی: ج2ص599)

(8)۔۔استاذ المحدثین فقیہ النفس، قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی (ت1322ھ) اپنے رسالہ "الحق الصریح" میں فرماتے ہیں:

الحاصل ثبوت بست رکعت باجماع صحابه رضی الله عنه در آخر زمان عمر رضی الله عنه ثابت شد پس سنت باشد وکسیکه از سنت آه انکار دار وخطاست۔ (الحق الصریح ص14)

خلاصہ یہ کہ بیس رکعات کا ثبوت اجماع صحابہ سے آخر عہد فاروقی میں ثابت شدہ ہے لہذا یہی سنت ہے اور جو شخص اس کے سنت ہونے کا انکار کرے وہ غلطی پر ہے۔

بلاد اسلامیہ میں تعداد تراویح

اہل مکہ:

1: قال الامام مالک بن انس: وبمکة بثلاث وعشرین (نیل الاوطار ج3ص57)

2: قال الامام عطاء بن ابی رباح المکی التابعی: ادرکت الناس وهم یصلون ثلاث وعشرین رکعة بالوتر. (مصنف ابن ابی شیبہ ج5ص224)

3: قال الامام محمد بن ادریس الشافعی: هکذا ادرکت ببلدنا بمکة یصلون عشرین رکعة (جامع ترمذی ج1ص166)

اہل مدینہ:

1: حضرت ابن ابی ملیکہ مشہور تابعی ہیں تیس صحابہ کرام کی زیارت کی ہے آپ مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں (تہذیب ج3ص559)

آپ کے متعلق نافع بن عمر فرماتے ہیں:

کان ابن ابی ملیکه یصلی بنا فی رمضان عشرین رکعة.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج5ص223، 224باب کم یصلی فِي رَمَضَانَ مِنْ رَكْعَةٍ)

2: حضرت داؤد بن قیس رحمہ اللہ جو مدینہ کے رہنے والے تھے مشہور محدث وحافظ تھے، فرماتے ہیں:

ادرکت الناس بالمدینۃ فی زمن عمر بن عبدالعزیز وابان بن عثمان یصلون ستا وثلاثین رکعۃ ویوترون بثلاث.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج5 ص224 باب کم یصلی فِی رَمَضَانَ مِنْ رَکْعَۃٍ)

فائدہ: 36 رکعات تراویح کیسے بنی؟ امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں:

تشبیھا باھل مکۃ حیث کانوا یطوفون بین کل ترویحتین طوافا ویصلون رکعتیہ ولایطوفون بعدالخامسۃ فاراد اھل المدینۃ مساواتھم فجعلوا مکان کل طواف اربع رکعات. (الحاوی للفتاوی ج1ص336)

گویا ان کی اضافی رکعات تراویح کا حصہ نہ تھیں بلکہ درمیان کی نفلی عبادت میں شامل تھیں۔ تراویح فقط بیس رکعات تھیں۔

اہل کوفہ:

کوفہ ایک اسلامی شہر ہے جو عہد فاروقی میں 17ھ میں بحکم امیر المومنین تعمیر کیا گیا حضرت عبداللہ بن مسعود جیسے عظیم المرتبت صحابی کو تعلیم وتدریس کے لیے کوفہ شہر بھیجا گیا۔ حضرت علی نے اسے دارالخلافہ بنایا ایک وقت ایسا بھی آیا کہ اس شہر میں چار ہزار حدیث کے طلبہ اور چار سو فقہاء موجود تھے امام بخاری فرماتے کہ میں شمار نہیں کر سکتا کہ کوفہ طلب حدیث کے لیے کتنی مرتبہ گیا ہوں (مقدمہ نصب الرایۃ للکوثری ملخصًا)

1: کوفہ کے مشہور فقیہ و مفتی حضرت ابراہیم بن یزید نخعی فرماتے ہیں:

الناس کانوا یصلون خمس ترویحات فی رمضان. (کتاب الاثار براویۃ ابی یوسف القاضی: ص41)

2: مشہور تابعی حضرت سعید بن جبیر جنہوں حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر وغیرہ جیسے القدر صحابہ سے علم حاصل کیا، کوفہ ہی میں شہید کیے گئے، آپ کے بارے میں منقول ہے: عن إسماعیل بن عبد الملك قال کان سعید بن جبیر یؤمنا فی شھر رمضان فکان یقرأ بالقراءتین جمیعا یقرأ لیلۃ بقراءۃ بن مسعود فکان یصلی خمس ترویحات. (مصنف عبدالرزاق ج4 ص204 باب قیام رمضان)

3: حضرت شتیر بن شکل، حضرت علی کے شاگرد تھے کوفہ میں رہائش پذیر تھے آپ کے بارے میں روایت ہے کہ:

عَنْ شُتَیْرِ بْنِ شَکَلٍ: أَنَّہُ کَانَ یُصَلِّی فِی رَمَضَانَ عِشْرِینَ رَکْعَۃً وَالْوِتْرَ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ: ج5 ص222 باب کم یصلی فِی رَمَضَانَ مِنْ رَکْعَۃٍ. اسنادہ حسن ورواتہ ثقات)

4: حارث ہمدانی (م65ھ): حضرت علی اور حضرت ابن مسعود کے شاگرد تھے، کوفہ میں وفات پائی۔ آپ کے بارے میں روایت ہے:

عَنِ الْحَارِثِ: أَنَّہُ کَانَ یَؤُمُّ النَّاسَ فِی رَمَضَانَ بِاللَّیْلِ بِعِشْرِینَ رَکْعَۃً وَیُوتِرُ بِثَلاَثٍ. (مصنف ابن ابی شیبۃ ج5 ص224)

5: مشہور تابعی امام سفیان ثوری کوفہ کے رہنے والے تھے 161ھ میں وفات پائی آپ بھی بیس رکعات تراویح کے قائل تھے،

قال الترمذی رحمہ اللہ: روی عن عمر و علی وغیرھما من أصحاب النبی صلی اللہ علیہ و سلم عشرین رکعۃ وھو قول الثوری. (سنن الترمذی ج1 ص166 باب ماجاء فی قیام شھر رمضان)

اہل بصرہ:

حضرت یونس بن عبید جو حضرت حسن بصری اور امام ابن سیرین کے شاگرد اور سفیان ثوری وشعبہ کے استاد ہیں، فرماتے ہیں:

ادرکت مسجدالجامع قبل فتنۃ ابن الاشعث یصلی بھم عبدالرحمن بن ابی بکر وسعید بن ابی الحسن وعمران العبدی کانوا یصلون خمس ترا ویح. (قیام اللیل للمروزی ص158)

ابن الاشعث کا فتنہ 83ھ میں پید البصرہ میں برپا ہوا تھا گویا کہ 83ھ تک بصرہ میں بھی 20 رکعات تراویح کا ہی رواج تھا۔

ائمہ اربعہ رحمہم اللہ اور بیس رکعات تراویح

امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ:

امام اعظم فی الفقہاء امام ابو حنیفہ اور آپ کے تمام مقلدین بیس رکعات تراویح کے قائل ہیں۔

1: علامہ ابن رشد اپنی مشہور کتاب بدایۃ المجتہد میں لکھتے ہیں:

فاختار ...ابو حنیفة... القیام بعشرین رکعة سوی الوتر ۔(ج1ص214)

2: امام فخر الدین قاضی خان حنفی اپنے فتاوی میں لکھتے ہیں:

عن ابی حنیفة: قال القیام فی شهر رمضان سنة... کل لیلة سوی الوتر عشرین رکعة خمس ترویحات. (ج1ص112)

3: علامہ ابن عابدین شامی جو فقہ حنفی کے عظیم محقق ہیں، فرماتے ہیں:

(قوله وعشرون رکعة) وهو قول الجمهور وعلیه عمل الناس شرقا وغربا. (رد المحتار: ج2ص599)

امام مالک بن انس رحمہ اللہ:

امام مالک نے ایک قول کے مطابق بیس رکعت تراوین کو مستحسن کہاہے چنانچہ علامہ ابن رشد فرماتے ہیں:

واختار مالک فی احد قولیه... القیام بعشرین رکعة. (بدایۃ المجتہد: ج1ص214)

دوسرا قول چھتیس رکعت کا ہے جن میں بیس رکعت تراویح اور سولہ نفل تھیں۔(تفصیل گزر چکی ہے)

امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ:

ائمہ اربعہ میں سے مشہور امام ہیں، آپ فرماتے ہیں:

احب الی عشرون... و کذالك یقومون بمکة (قیام اللیل ص159)

وقال ایضاً: وهکذا ادرکت ببلدنا بمکة یصلون عشرین رکعة. (الترمذی ج1ص166 باب ماجاء فی قیام شهر رمضان)

مشہور شافعی عالم محقق العصر امام نووی دمشقی فرماتے ہیں:

اعلم ان صلوة التراویح سنة باتفاق العلماء وهی عشرون رکعة۔ (کتاب الاذکار ص226)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ:

آپ مجتہد اور بہت بڑے محدث تھے۔ بیس رکعت تراویح کے قائل تھے۔ چنانچہ فقہ حنبلی کے ممتاز ترجمان امام ابن قدامہ لکھتے ہیں:

والمختار عند ابی عبدالله (احمد بن حنبل) فیها عشرون رکعة وبهذا قال الثوری وابو حنیفه والشافعی (المغنی: ج2ص366)

مشائخ کرام اور بیس رکعت تراویح

امت مسلمہ میں جو مشائخ کرام گزرے ہیں ان کا عمل واخلاق حسن کردار اس امت کے لیے قابل اتباع ہے ان کی زندگی پر نظر ڈالی جائے تو وہ بھی بیس رکعت پر عمل پیرا نظر آتے ہیں جو یقیناً رشد وہدایت کی دلیل ہے چند مشہور مشائخ کی تصریحات پیش خدمت ہیں۔

1: شیخ ابو حامد محمد غزالی م505ھ: التراویح وهی عشرون رکعة و کیفیتها مشهورة وهی سنة مو کدة. (احیاء العلوم ج1ص242، 243)

2: شیخ عبد القادر جیلانی م561ھ: صلوة التراویح سنة النبی وهی عشرون رکعة. (غنیۃ الطالبین ص268، 267)

3: شیخ امام عبد الوہاب شعرانی م973ھ: التراویح فی شهر رمضان عشرون رکعة (المیزان الکبریٰ: ص217)

حرمین شریفین اور بیس رکعات تراویح

اسلام کے دو مقدس حرم، حرم مکہ و حرم مدینہ میں چودہ سو سال سے بیس رکعت سے کم تراویح پڑھنا ثابت نہیں بلکہ بیس رکعت ہی متوارث و متواتر عمل رہا ہے۔ چنانچہ مسجد نبوی کے مشہور مدرس اور مدینہ منورہ کے سابق قاضی شیخ عطیہ سالم نے مسجد نبوی میں نماز تراویح کی چودہ سو سالہ تاریخ پر "التراویح اکثر من الف عام" کے نام سے ایک مستقل کتاب تالیف فرما کر ثابت کیا ہے کہ چودہ سو سالہ مدت میں بیس رکعت متواتر عمل ہے اس سے کم ثابت نہیں۔ جامعہ ام القری مکہ مکرمہ کی طرف سے کلیۃ الشریعۃ والدراسات الاسلامیۃ مکہ مکرمہ کے استاد شیخ محمد علی صابونی کا ایک رسالہ الھدی النبوی الصحیح فی صلوۃ التراویح کے نام سے شائع کیا گیا ہے جس میں شیخ صابونی نے عہد خلافت راشدہ سے لے کر عہد حکومت سعودیہ تک مکہ مکرمہ و مسجد حرام میں ہمیشہ بیس رکعات تراویح پڑھے جانے کا ثبوت دیا ہے۔

غیر مقلدین کے دلائل اور ان کے جوابات

نمبر 1:

غیر مقلدین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کو بڑے زور و شور سے پیش کرتے ہیں کہ اس سے آٹھ رکعت تراویح ثابت ہے۔ روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت سلمہ بن عبد الرحمن نے ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز رمضان میں کیسی ہوتی تھی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا:

"ما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشرۃ رکعۃ یصلی اربعا فلا تسئل عن حسنھن وطولھن ثم یصلی اربعا فلا تسئل عن حسنھن وطولھن ثم یصلی ثلاثا"

(صحیح بخاری)

کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ پہلے چار رکعتیں پڑھے، پس کچھ نہ پوچھو کتنی حسین و لمبی ہوتی تھیں، اس کے بعد پھر چار رکعت پڑھتے، کچھ نہ پوچھو کتنی حسین اور لمبی ہوتی تھیں، پھر تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔

جواب نمبر 1:

اس روایت سے آٹھ رکعت تراویح پر استدلال باطل ہے، اس لیے کہ:

1: اس میں "رمضان و غیر رمضان" میں ہمیشہ گیارہ رکعت پڑھنے کا ذکر ہے جبکہ تراویح صرف رمضان میں پڑھی جاتی ہے، غیر رمضان میں نہیں۔ حدیث کے جملہ "ما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یزید فی رمضان ولا فی غیرہ" سے یہی بات سمجھ میں آرہی ہے۔

اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اس سے وہ نماز مراد ہے جو رمضان اور غیر رمضان دونوں میں پڑھی جاتی ہے اور وہ نمازِ تہجد ہے نہ کہ نمازِ تراویح [وضاحت آگے آرہی ہے]

2: اس حدیث میں گیارہ رکعت تنہا پڑھنے کا ذکر ہے نہ کہ جماعت کے ساتھ اور تراویح جماعت سے پڑھی جاتی ہے۔

3: اس میں ایک سلام سے چار رکعت کا ذکر ہے جبکہ تراویح ایک سلام سے دو دو رکعت پڑھی جاتی ہیں۔

جواب نمبر 2:

محدثین کے نزدیک بھی یہ حدیث تراویح کے متعلق نہیں۔ کیونکہ عام طور پر حضرات محدثین کا طرز یہ ہے کہ تہجد کے لیے "باب قیام اللیل" اور تراویح کے لیے "باب قیام رمضان" قائم کرتے ہیں۔ مثلاً...

نام کتاب	باب تہجد	باب تراویح
صحیح البخاری	باب فضل قیام اللیل	باب فضل من قام رمضان
صحیح مسلم	باب صلوۃ اللیل	باب الترغیب فی قیام رمضان وھو التراویح
سنن ابی داوٗد	باب فی صلوۃ اللیل	باب قیام شھر رمضان
سنن ترمذی	باب فی فضل صلوۃ اللیل	باب ماجاء فی قیام شھر رمضان
سنن نسائی	کتاب قیام اللیل	ثواب من قام وصام
سنن ابن ماجہ	باب ماجاء فی قیام اللیل	باب ماجاء فی قیام شھر رمضان
موطاامام مالک	باب فی صلوۃ اللیل	باب فی قیام رمضان
موطاامام محمد	باب فی صلوۃ اللیل	باب قیام شھر رمضان
مشکوۃ شریف	باب فی صلوۃ اللیل	باب قیام شھر رمضان
ریاض الصالحین	باب فضل قیام اللیل	باب استحباب قیام رمضان وھو التراویح
صحیح ابن حبان	فصل قیام اللیل	فصل فی التراویح
مجمع الزوائد	باب فی صلوۃ اللیل	قیام رمضان
سنن کبری للبیہقی	باب فی صلوۃ اللیل	باب فی قیام شھر رمضان
جمع الفوائد	صلوۃ اللیل	قیام رمضان والتراویح وغیر ذالک
قیام اللیل للمروزی	باب فی صلوۃ اللیل	قیام رمضان
بلوغ المرام	صلوۃ التطوع	قیام رمضان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ روایت کو محدثین نے باب صلوۃ اللیل (یعنی تہجد کے باب) میں ذکر فرمایا ہے۔ مثلاً

صحیح البخاری ج1ص154 کتاب التھجد

صحیح مسلم ج1ص254 باب صلاۃ اللیل وعدد رکعات النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی اللیل

سنن ابی داوٗد ج1ص198 باب صلاۃ اللیل

سنن الترمذی ج1ص99 باب ماجاء فی وصف صلاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل

مؤطاامام مالک ص102،103 باب ماجاء فی صلوٰۃ اللیل

سنن النسائی ج1ص237 کتاب قیام اللیل

زادالمعادلابن القیم ص127 قیام اللیل

حضرات محدثین کا اس حدیث کو قیام اللیل (یعنی تہجد کے باب) میں ذکر کرنا دلیل ہے کہ یہ تہجد سے متعلق ہے نہ کہ تراویح سے متعلق۔

جواب نمبر2 پر اعتراض:

اس روایت کو امام بخاری "باب فضل من قام رمضان" اور امام محمد "باب قیام شھر رمضان" میں بھی لائے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ تراویح کے متعلق ہے۔

جواب:

امام بخاری اور امام محمد اس روایت کو تہجد اور قیام رمضان وغیرہ میں لائے تاکہ ثابت کریں کہ تہجد جس طرح غیر رمضان میں پڑھی جاتی ہے اسی طرح رمضان میں بھی پڑھی جاتی ہے۔

فائدہ: غیر مقلدین کا خود بھی اس روایت پر عمل نہیں، اس لیے کہ اس روایت میں رمضان اور غیر رمضان میں تین رکعات وتر کا ذکر ہے لیکن غیر مقلدین ایک وتر پڑھ کر گھر کی راہ لیتے ہیں۔ ع

میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

نمبر2:

غیر مقلدین آٹھ رکعت تراویح پر یہ روایت بھی پیش کرتے ہیں:

عن جابر بن عبداللہ قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی شھر رمضان ثمان رکعات واوتر ،فلما کانت القابلۃ اجتمعنا فی المسجد ورجونا ان یخرج ،فلم نزل فیہ حتی اصبحنا ثم دخلنا،فقلنا یا رسول اللہ اجتمعنا البارحۃ فی المسجد ورجونا ان تصلی بنا فقال انی خشیت ان یکتب علیکم. (المعجم الصغیر للطبرانی: ج1 ص190)

یہی روایت صحیح ابن خزیمہ (ج1 ص531)، صحیح ابن حبان (ص710 باب الوتر) اور قیام اللیل للمروزی (ص155) میں بھی موجود ہے۔

جواب:

مذکورہ کتب میں یہ روایت دو سندوں سے آتی ہے۔

1: اسحاق-ابو الربیع-یعقوب قمی-عیسی بن جاریۃ-جابر بن عبد اللہ

2: محمد بن حمید الرازی-یعقوب قمی-عیسی بن جاریۃ-جابر بن عبد اللہ

ان دونوں طریق میں درج ذیل رواۃ ضعیف و مجروح ہیں۔

عیسی بن جاریہ:

حضرت جابر بن عبد اللہ سے نقل کرنے والے صرف ایک راوی ہیں عیسی بن جاریہ، انہی پر اس روایت کا مدار ہے، ابن خزیمہ کے حاشیہ پر اس کے بارے میں لکھا ہے: عیسی بن جاریہ فیہ لین (صحیح ابن خزیمہ ج1 ص531)

دیگر محدثین نے بھی اس پر جروح کی ہیں:

1: امام یحیٰ بن معین: لیس بذاك عندہ منا کیر

2: امام نسائی: منکر الحدیث

3: امام ابوداؤد: منکر الحدیث

4: امام نسائی: متروك الحدیث

5: امام ابن عدی: احادیثہ غیر محفوظۃ

6: امام ساجی: ذکرہ فی الضعفاء

7: امام عقیلی: ذکرہ فی الضعفاء

(میزان الاعتدال ج3 ص312، تہذیب التہذیب ج5 ص193، 192)

یعقوب قمی:

یہ راوی دونوں سندوں میں موجود ہے۔ اس کا نام یعقوب بن عبد اللہ القمی ہے۔ یہ بھی مجروح راوی ہے۔

امام دار قطنی فرماتے ہیں: لیس بالقوی. (میزان الاعتدال ج5 ص178)

پس یہ روایت ضعیف، متروک اور صحیح روایات کے مقابلے میں نا قابل حجت ہے۔

نمبر3:

حدثنا عبد الاعلی حدثنا یعقوب عن عیسی بن جاریۃ حدثنا جابر بن عبد اللہ قال جاء ابی ابن کعب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم فقال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ان کان منی اللیلۃ شئی یعنی فی رمضان قال وما ذاك یا ابی قال: نسوۃ فی داری قلن انا لا نقرأ القرآن فنصلی بصلاتك قال فصلیت بھن ثمان رکعات ثم اوترت قال فکان شبہ الرضاء ولم یقل شیئاً. (مسند ابی یعلیٰ: ج3 ص336)

جواب نمبر1:

اس سند میں وہی عیسی بن جاریہ اور یعقوب القمی موجود ہیں، جو سخت مجروح اور ضعیف ہیں۔ ان پر جرح ہم ما قبل میں ذکر کر آئے ہیں۔ لہذا یہ روایت سخت ضعیف ہونے کی وجہ سے قابل استدلال نہیں۔

جواب نمبر2:

اس روایت کے تمام طرق جمع کریں تو کئی قرائن ملتے ہیں کہ اس روایت میں اضطراب ہے۔

1: یہ روایت تین کتابوں میں ہے۔ مسند احمد میں سرے سے "رمضان" کا لفظ ہی نہیں، مسند ابی یعلی میں "یعنی رمضان" کا لفظ ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فہم راوی ہے نہ کہ روایت، قیام اللیل مروزی میں "فی رمضان" کا لفظ ہے جو یقیناً کسی تحتانی راوی کا ادراج ہے۔ جب اس روایت میں "فی رمضان" کا لفظ ہی مدرج ہے تو اسے تراویح سے کیا تعلق رہا؟

2: مسند ابی یعلی اور قیام اللیل للمروزی سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ واقعہ خود حضرت ابی بن کعب کا ہے جبکہ مسند احمد کی روایت میں الفاظ ہیں: عن جابر عن ابی بن کعب قال جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ و سلم الخ۔۔ [حضرت جابر حضرت ابی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا] جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ کسی اور کا ہے، حضرت ابی بن کعب کا نہیں۔

3:۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ آٹھ رکعت پڑھنے والا یہ کہتا ہے: "انہ کان منی اللیلۃ شئی" [رات مجھ سے یہ کام سرزد ہو گیا] اور "عملت اللیلۃ عملاً" [میں نے آج رات ایسا عمل کیا]۔ معلوم ہوا کہ اس نے اسی رات آٹھ پڑھیں تھیں اس سے پہلے معمول آٹھ کا نہیں تھا، اس لئے تو اس نے کہا کہ میں نے یہ انوکھا کام کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے کہ جب یہ خود اس کام کو انوکھا سمجھ رہا ہے تو خواہ مخواہ اس کی تردید کیوں کی جائے۔

نمبر4:

سائب بن یزید سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ابی بن کعب اور تمیم داری کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعت پڑھائیں۔ (موطا امام مالک: ص98)

جواب1:

یہاں چند امور قابل غور ہیں۔

امر اول: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے کی تراویح کے ناقل یہ راوی ہیں:

نمبر شمار	راوی	تعداد رکعت	ماخذ
1	السائب بن یزید	تفصیل آگے	----
2	یزید بن رومان	23[مع الوتر]	موطا امام مالک
3	عبد العزیز بن رفیع	20	مصنف ابن ابی شیبہ
4	ابی بن کعب	20	مسند احمد بن منیع
5	یحیی بن سعید	20	مصنف ابن ابی شیبہ
6	محمد بن کعب القرظی	20	قیام اللیل للمروزی
7	حسن بصری	20	سنن ابی داؤد

ان میں سے چھ روات تو بیس رکعت تراویح ہی روایت کرتے ہیں، رہے سائب بن یزید تو ان کی روایت کی تفصیل درج ذیل ہے:

سائب بن یزید کے تین شاگرد ہیں:

نمبر شمار	راوی	تعداد رکعت	ماخذ
1	یزید بن خصیفہ	20	السنن الکبریٰ
2	حارث بن عبد الرحمن ابی ذباب	23[مع الوتر]	مصنف عبد الرزاق
3	محمد بن یوسف	تفصیل آگے	---

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ سائب بن یزید کے تین شاگردوں میں سے یزید بن خصیفہ بیس اور حارث بن عبد الرحمن ابی ذباب تیئس [مع الوتر] نقل کرتے ہیں، البتہ محمد بن یوسف نے دو باتوں میں اختلاف کیا ہے۔

1: یزید بن خصیفہ اور حارث بن عبد الرحمن ابی ذباب قاریوں کی تعداد نہیں بتاتے لیکن محمد بن یوسف نے بتائی ہے کہ دو تھے؛ ابی بن کعب اور تمیم داری۔

2: اول الذکر دو راوی تراویح بیس ہی نقل کرتے ہیں لیکن اس نے تراویح کی تعداد گیارہ، تیرہ اور اکیس نقل کی۔

محمد بن یوسف کے شاگردوں کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

نمبر شمار	راوی	تعداد رکعت	ماخذ
1	امام مالک	11	موطا امام مالک
2	یحیی بن سعید القطان	11	مصنف ابن ابی شیبہ
3	عبد العزیز بن محمد الدَّرَاوَرْدِی	11	سعید بن ابی منصور
4	محمد بن اسحاق	13	قیام اللیل للمروزی
5	داؤد بن قیس وغیرہ	21	مصنف عبد الرزاق

اس سے واضح ہوتا ہے کہ محمد بن یوسف کے پانچوں شاگردوں کے بیانات عدد و کیفیت کے لحاظ سے باہم مختلف ہیں کہ:

1:پہلے تین شاگرد گیارہ نقل کرتے ہیں اور محمد بن اسحاق تیرہ، جبکہ پانچواں شاگرد داؤد بن قیس اکیس رکعات نقل کرتا ہے۔

2:امام مالک کی روایت میں گیارہ رکعت پڑھانے کا حکم ہے عمل کا ذکر نہیں، یحیی القطان کی روایت میں حکم کا ذکر نہیں، عبد العزیز بن محمد کی روایت میں گیارہ رکعت تو ہیں لیکن نہ حکم ہے اور نہ ابی بن کعب اور تمیم داری کا ذکر۔ محمد بن اسحاق کی روایت میں تیرہ رکعت کا ذکر ہے لیکن نہ حکم ہے اور نہ ابی و تمیم کا ذکر، اور داؤد بن قیس کی روایت میں حکم تو ہے لیکن گیارہ کی بجائے اکیس کا ذکر ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ محمد بن یوسف کی یہ روایت شدید مضطرب ہے اور اضطراب فی المتن وجہ ضعف ہوتا ہے:

والاضطراب یوجب ضعف الحدیث. (تقریب النووی مع شرحہ التدریب: ص133 النوع التاسع عشر: المضطرب)

لہذا یہ روایت ضعیف ہے۔

جواب 2:

امام مالک کا اپنا عمل اس کے خلاف ہے کیونکہ وہ بیس کے قائل ہیں۔ علامہ ابن رشد لکھتے ہیں:

واختار مالك فی احد قولیه ..... القیام بعشرین رکعة. (بدایۃ المجتہد: ج1 ص214)

اور اصول حدیث کا قاعدہ ہے کہ راوی کا عمل اگر اپنی روایت کے خلاف ہو تو اس بات کی دلیل ہے کہ روایت ساقط ہے۔

(المنار مع شرحہ نور الانوار: ص190)

لہذا یہ روایت ساقط العمل ہے۔

جواب 3:

اس روایت کے مرکزی راوی سائب بن یزید کا اپنا عمل اس کے خلاف ہے کیونکہ ان سے بسند صحیح مروی ہے:

عن السائب بن یزید قال کنا نقوم فی زمان عمر بن الخطاب بعشرین رکعة والوتر.

(معرفۃ السنن والآثار للبیہقی: ج2 ص305 کتاب الصلوۃ)

فائدہ: چونکہ یہ روایت تمام رواۃ کی مرویات کے خلاف تھی اس لیے علماء نے اس کے بارے میں دو موقف اختیار کیے ہیں۔

(۱) ترجیح (۲) تطبیق

ہر ایک کے متعلق محققین کی آراء پیش کی جاتی ہیں:

ترجیح:

اس روایت (گیارہ رکعت) کو راوی کا وہم قرار دے کر مرجوح قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ ابن عبد البر لکھتے ہیں:

ان الاغلب عندی ان قوله احدی عشرة وهم (الزرقانی شرح موطا: ج1 ص215)

کہ میرے نزدیک غالب (راجح) یہی ہے کہ راوی کا قول "احدی عشرۃ" [گیارہ رکعت] وہم ہے۔

تطبیق: بعض حضرات نے یوں تطبیق دی ہے۔ مثلاً:

1: قال العینی: لعل هذا كان من فعل عمر اولا ثم نقلهم الی ثلاث وعشرین. (عمدۃ القاری: ج8 ص246)

2: قال علی القاری: وجمع بینهما بانه وقع اولا (ای احدی عشرة رکعة فی زمان عمر) ثم استقر الامر علی العشرین فانه المتوارث

(مرقاۃ المفاتیح: ج3 ص345)

3: قال العلامة محمد بن علی النیموی: وجمع البیهقی بینهما كانوا یقومون باحدی عشرة ثم قاموا بعشرین واوتروا بثلاث وقد عد واما وقع فی زمن عمر كالاجماع. (حاشیۃ آثار السنن ص221)